مسلکی تعصب کی تعریف کی روشنی میں پاکستانی معاشرے میں اس کے مظاہر کا جائزہ

The review of the perceptions of Sectarian Prejudice in Pakistani society in the light of its definition

ڈاکٹر جنید اکبر *

ڈاکٹر محمد اکرام اللہ **

ABSTRACT

This research paper deals in sectarian prejudices. The Islamic researchers have divided prejudices into two i.e. praised (glorified) prejudices and nefarious prejudices. Most of relevant information regarding the topic is available in Arabic literature. Two of the books are more popular and related to the topic; one is 'Al Qanoon Al Duwali wa Hazar Al-Ta'asub Al Dini' written by Dr Muhammad Thamir Al Saadoon, the other is 'Al Ta'asub wal Tai'fiyyah' written by Dr Ahmad Abdul Aal. This article covers the definition of 'Ta'asub' (prejudices), its kinds, definition of 'Tamadhub', difference in prejudices and Tamadhub, causes of sectarian prejudices and its situation in Pakistani society. Some of the important queries have been responded in this article, for example; is anyone permitted to propagate his/her sectarian prejudices? In this regard the existing prejudices and extremism in Pakistani society have been reflected in this article in case someone is allowed to propagate sectarian thoughts. It has also been mentioned that on the bases of difference between praised and nefarious prejudices the followers of a specific sect in the garb of praised prejudices creates differences with followers of the other sect. Therefore the division in praised and nefarious prejudices should be ended and the term 'Tamazhob' and 'Taasob' (prejudices) should be used instead because prejudice in any form is 'haram' (forbidden) and as a result sectarian prejudices in Pakistan can be mitigated.

Keywords: *Sectarian, praised, prejudices, nefarious prejudices, Tamadhub, followers.*

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ و دینیہ، جامعہ ہری پور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ و دینیہ، جامعہ ہری پور

تمہید

پاکستانی معاشرے میں لوگوں کے باہمی اختلافات کی وجوہات میں لسانی ہم آہنگی، سیاسی اشتراک اور مسلکی اتحاد کا نہ ہونا سرِ فہرست ہے جس کی وجہ سے تعصب کی ابتداء ہوتی ہے کیوں کہ تعصب کا تعلق انسانی رویہ سے ہوتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں بسنے والے افراد کی اکثریت ایک خاص فقہی مسلک سے وابستہ ہے۔ ان مسالک میں دیوبندی، بریلوی اور اہلِ حدیث، اکثریتی مسالک ہونے کی وجہ سے قابلِ ذکر ہیں۔ ہر مسلک سے وابستہ فرد اپنے مسلک کو ہی درست اور حق پر سمجھتا ہے اور دوسرے مسلک سے وابستہ افراد کے ساتھ اس کا اکثر و بیشتر رویہ متعصبانہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ مسالکِ اربعہ فقہیہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں سے کسی ایک کی پیروی عینِ شریعت ہے اور اس کی بنیاد پر کسی شخص کو مطعون سمجھنا انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے۔ کسی خاص فقہی مسلک سے وابستگی کو علماء کرام نے "تمذہب" کا نام دیا ہے۔

اس مقالہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگرچہ تعصب کو مذموم اور ممدوح جیسی ذیلی اقسام میں تقسیم کر کے اس کی شدت میں کمی کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن بسا اوقات تعصب ممدوح کی آڑ میں اپنے غلط موقف کو بھی درست ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو مختلف مسالک سے وابستہ افراد کے درمیان مسلکی تعصب کو بڑھاوا دینے کا باعث بن جاتا ہے۔ مقالہ ہذا میں مسلکی تعصب کے ضمن میں آنے والے چند ذیلی سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ مثلاً مسلکی اشاعت و ترویج کی اجازت، اپنے مسلک کے خطیب کی کسی ایسی مسجد میں تعیناتی کروانا جہاں دوسرے مسلک والے اکثریت میں ہوں اور مختلف تعلیمی بورڈز سے الحاق شدہ دینی مدارس میں دوسرے مسلک کے حامل طلبہ کو داخلہ نہ دینا وغیرہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

تعصب کے بارے میں اردو زبان میں کوئی قابلِ ذکر کتاب یا مقالہ تحریر نہیں کیا گیا ہے البتہ عربی زبان میں اس موضوع پر چند اہم کتب موجود ہیں۔ مثلاً محمد الغزالی احمد السقا کی کتاب "عن التعصب"، ڈاکٹر مشعل بن محمد الحدادی کا چار صفحات پر مشتمل مقالہ "التعصب: تعریفه و انواعه و اضراره و حکمه"، ڈاکٹر محمد ثامر السعدون کی کتاب "القانون الدولی وحضر التعصب الدینی" اور ڈاکٹر احمد عبد العال کی کتاب "التعصب والطائفیّة"۔ ان دونوں کتابوں میں تعصب کا مفہوم، اقسام اور اسلام کا تعصب کے بارے میں موقف کی وضاحت بیان ہوئی ہے۔ مقالہ ہذا میں اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں پاکستانی معاشرہ میں موجود مسلکی تعصب کے مظاہر کی نشاندہی کی گئی ہے۔

تعصب کا لغوی مفہوم

ماہرین اہل لغت نے تعصب کی تعریف میں مادہ ع، ص، ب کے ذیل میں آنے والے الفاظ کی مختلف تعبیرات بیان کی ہیں۔ چنانچہ تعصب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"عدم قبول الحق عند ظهور الدليل"[۱]

دلیل کے قائم ہونے کے باوجود حق ماننے سے انکار کرنا۔

لسان العرب میں ہے:

"وقيل هو ذهاب البصر"[۲]

یعنی تعصب کا مطلب ہے نہ دیکھنا، نظر کا ختم ہونا۔

اپنے دوست کے مخالفین کے سامنے اپنے دوست کے لئے تعصب کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے:

"وقف في جانبه مناصرا له بشره"[۳]

اپنے دوست کو دشمن کے شر سے بچانے کے لئے اس کے ساتھ کھڑا ہونا۔

تعصب کا اصطلاحی مفہوم

لغوی تعریف کی طرح تعصب کی اصطلاحی تعریف میں بھی شدت اور شدید کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں کہا گیا ہے:

" التعصب هوالشديد واخذ الامر بشدة و عنف"[۴]

تعصب شدت کا نام ہے یعنی کسی کام کو انتہائی سختی اور شدت سے انجام دینا۔

اسی طرح تعصب کے مفہوم میں کہا گیا ہے:

"هو نصر قومه او جماعته او من يؤمن بمبادئهم سواء كانوا محققين امر مبطلين وسواء كانوا ظالمين او مظلومين"[۵]

تعصب اپنی قوم، جماعت یا ان کے بنیادی اعتقادات پر ایمان رکھنے والوں کی مدد کرنا، چاہے وہ کسی امر کو ثابت کرنے والے ہوں یا باطل کرنے والے اور خواہ وہ ظالم ہوں یا مظلوم۔

---

(۱) ڈاکٹر احمد مختار عبد الحمید عمر، معجم اللغة العربية المعاصرة، عالم الکتب، طبع اول: ۲۰۰۸ء، ۲/ ۱۵۰۵

(۲) ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، طبع دوم: ۱۴۱۴ھ، ۱۵/ ۵۶

(۳) عبد الغنی، ابو العزم، معجم الغنی، مادہ: "تعصب"

(۴) عادل الدمخی، التعصب: مظاہرہ، اسبابہ، نتائجہ، البعد الشرعی، ص: ۲۔ یہ عربی زبان میں تحریر کردہ ایک مقالہ ہے جو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور انٹرنیٹ سے ورڈ فارمیٹ میں ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

(۵) مشوخی، ڈاکٹر عبد اللہ بن سلیمان، الحوار وآدابہ فی الاسلام، العبیکان للنشر، ص: ۹۹

تعصبِ مذہبی کا لغوی مفہوم

دینی اعتبار سے بھی تعصب کا معنی بے جا سختی اور شدت ہے۔"تعصب فی دینہ "کا مطلب یہ ہے:

"كان شديداً غيور فبه مدافعاً عنه"

وہ انتہائی سختی اور شدت سے اس کا دفاع کرتا ہے۔

تعصبِ مذہبی کا اصطلاحی مفہوم

"المغالاة فى الانتصار للراى الفقهي او للمذهب الفقهى دون دليل"(۱)

بغیر کسی دلیل کے کسی فقہی مذہب یا فقہی رائے کی تائید کرنے میں شدت اختیار کرنا۔

مندرجہ بالا تعریفات میں قدر مشترک یہ ہے کہ تعصب کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اتنا متشدد اور سخت ہو کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہو دوسرے کو بلا دلیل باطل قرار دیتا ہو۔ محمد الغزالی(۲) تعصب کی تعریف یہ کرتے ہیں:

"التعصب هو شعور داخلى يجعل الانسان يرى نفسه على حق، ويرى الآخر على باطل"(۳)

تعصب وہ نفسانی کیفیت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان خود کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر سمجھتا ہے۔

"تعصب" کے لیے انگریزی زبان میں (Prejudice) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کیمبرج ڈکشنری نے تعصب کی تعریف یہ کی ہے:

"An unfair and unreasonable opinion or feeling especially when formed without enough thought or knowledge"(4)

ایک غیر منصفانہ اور غیر مناسب رائے یا خاص طور پر جب کافی مضبوط سوچ اور علم کے بغیر ہو۔

تعصب کی اقسام

یہ فطرت خداوندی ہے کہ انسانی امور و معاملات میں باہمی اختلاف موجود رہے گا یہ بات ناممکنات میں سے ہے کہ تمام انسانیت میں ایک رائے پر متفق و متحد ہو سکے۔ کیوں کہ ہر آدمی کی ذہنی صلاحیت اور سوچنے کا انداز

---

(۱) محمد ابو زہرہ، تاریخ المذاہب الاسلامیۃ، دار الفکر العربی، قاہرہ، ۱۹۸۷ء، ۱/۸،۷

(۲) محمد الغزالی کا پورا نام محمد الغزالی احمد السقا ہے۔ آپ کی پیدائش ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء کو مصر میں ہوئی اور ۹ مارچ ۱۹۹۶ء کو وفات پائی۔ آپ کو مصر میں فکرِ اسلامی کی تجدید و احیاء کی وجہ سے "ادیب الدعوۃ" کا لقب دیا گیا۔

(۳) محمد الغزالی، عن التعصب، دار دون للنشر والتوزیع، ۲۰۱۵ء، ص:۲

(۴) dictionary.cambridge.org

دوسرے سے الگ ہوتا ہے، چنانچہ علماء نے اختلاف کو دو حصوں میں منقسم کیا ہے، محمود اور مذموم، چونکہ تعصب بھی باہمی اختلاف کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اس لئے تعصب کی بھی دو اقسام بن جاتی ہیں اور تعصبِ محمود اور تعصبِ مذموم۔

تعصبِ مذموم

تعصبِ مذموم کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔ فقہی اعتبار سے اس سے مراد ان اعمال پر اصرار کرنا ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو۔ صرف عناد اور تکبر کی وجہ سے اس پر عمل ہو رہا ہوتا ہے۔ اس قسم کے تعصب سے امت میں اختلاف وافتراق پیدا ہوتا ہے۔ آج مسلم معاشرہ میں مذہبی بنیادوں پر جو بعد اور نفرت ہے وہ سب اسی تعصب کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ پھر اس کی وجہ سے مختلف مسالک کے پیروکاروں کے درمیان باہمی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

محمد الغزالی تعصب کے ظہور کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب انسان کسی دوسرے انسان کو حقیر سمجھتا ہے، ان کے حقوق کا خیال نہیں کرتا تو دراصل یہ شخص تعصب سے کام لیتا ہے۔[۱]

ڈاکٹر عبداللہ بن سلیمان المشوخی[۲] نے تعصب مذموم کو امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے زہر قاتل قرار دیا ہے اور اسے باہمی مسائل کے حل میں مکالمہ وگفتگو کو کمزور کرنے والا قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"التعصب وهو من الافات التی تقوض الحوار و تهدمه"[۳]

تعصب ان آفات میں سے ہے جو امت کے درمیان مکالمہ کو کمزور کر دیتا ہے۔

اس وضاحت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر کوئی تغیر دلیل اور ذاتی خواہشات کی وجہ سے اپنے مسلک کے معاملہ میں سخت ہے تو اس کا یہ رویہ تعصب مذموم میں آتا ہے۔

تعصب محمود

جب تعصب حق کے لئے ہو تو وہ محمود ہے یہاں پر تعصب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ حق کے ساتھ قائم رہے اور ہر صورت اس پر عمل کرے۔ اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا کہ دوسرے حق کو رد کیا جائے پس جو شخص قرآن وسنت پر عمل کرنے میں سختی کرتا ہے تو یہ تعصب ان کا محمود ہے اگرچہ لوگوں کو بظاہر ٹھیک نہیں لگتا کیونکہ لوگوں میں اکثریت ان کی ہے جو دین پر سختی سے عمل پیرا ہونے کو بھی تعصب خیال کرتے ہیں۔

---

(۱) محمد الغزالی، عن التعصب، ص:۵

(۲) ڈاکٹر عبداللہ بن سلیمان اُردن میں ۱۹۵۴ء کو پیدا ہوئے۔ وہ جامعہ الامام محمد بن سعود ریاض میں شعبہ شریعہ میں پروفیسر ہیں۔

(۳) مشوخی، ڈاکٹر عبداللہ بن سلیمان، الحوار وآدابہ فی الاسلام، ص:۹۹

تعصبِ محمود پر نظر ثانی

علماء کرام نے اپنے زمانے کے اعتبار سے یا عوام الناس کو سمجھانے کے لیے طرداًللباب، تعصبِ محمود کے نام سے ایک قسم بنادی ہے، البتہ یقینی طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سب سے پہلے یہ اصطلاح کس نے وضع کی ہے؟

در حقیقت تعصب ہر اعتبار سے مذموم ہی مذموم ہے، تعصب اور محمود جمع ہی نہیں ہو سکتے۔ تعصبِ محمود کی جو تفصیل کتابوں میں درج ہے، در حقیقت وہ تصلب فی الدین یا تمذہب میں مندرج ہے، جیسے آئندہ سطور میں اس کی مفصل وضاحت تحریر کی گئی ہے۔

تعصب کو مذموم و محمود میں تقسیم کر کے مسلکی تعصب روا رکھنے کے لیے ایک دروازہ کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر جب کسی کے رویے کو تعصب قرار دیا جائے تو یہی جواب ملتا ہے کہ یہ تعصب محمود ہے، نہ کہ مذموم۔ اس لیے علمی حلقوں میں اس پر از سرِ نو بحث کی ضرورت ہے کہ کیا تعصب سراپائے مذمت نہیں؟ کوئی تعصب محمود ہو سکتا ہے؟ تصلب و تعصب کی واضح منظر کشی کیسے ممکن ہو؟

تعصب اور تصلب فی الدین میں فرق

اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

> ”جب حضرت حارث بن مالک نے آپ سے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے تو آپ نے فرمایا
> "عرفت فالزم" یعنی جب آپ نے ایک مرتبہ حق کو سمجھا پہچان لیا تو ہمیشہ اس پر قائم رہو۔“

اسی طرح انسان جب کسی بھی حق کی پہچان کر لیتا ہے تو حق پر قائم رہتا ہے تعصب محمود حق سے شروع ہوتا ہے اور حق پر ختم ہو جاتا ہے فقہی مسالک اعتبار سے تعصب کی یہی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ امام ابن تیمیہ کا قول ہے کہ جو شخص امام شافعی کے قول کو ترجیح دیتا ہے اور اس دوسرے شخص کو غلط قرار نہیں دے رہا جو امام مالک کے قول کو ترجیح دیتا ہے تو یہ محمود ہے۔[1]

اسی طرح ابن عابدین نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ جب فخر الاسلام سے تعصب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

> ”الصلابة فی المذهب واجبه والتعصب لایجوز اپنے مذہب پر عمل میں سختی ضروری ہے مگر تعصب درست نہیں، پھر کہا: "صلابہ" کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اس کے مطابق عمل کرے جو اس کا مذہب ہے اور جو اسے ٹھیک لگتا ہے اور جہالت کی بنا پر کسی دوسرے کے

---

(۱) ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ النبویۃ، مملکۃ عربیۃ سعودیۃ، ۱۹۹۵ء، ۲۰/۲۹۲

مذہب کو غلط قرار دینا تعصب ہوتا ہے کیونکہ تمام ائمہ کرام نے حق کی طلب کی ہے اور وہ سب کے سب حق پر تھے۔"(۱)

حدیث میں ہے:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُعِينَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ» (۲)

اے اللہ کے رسول، کیا کسی شخص کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تعصب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کی ظلم میں معاونت کرے۔

تمام فقہی مسالک میں اختلاف کا سبب صرف وجہ ترجیح اور اختلافِ اُصول ہوتا ہے، نہ کہ حق و باطل۔ چنانچہ کبھی بھی کسی مسلک کے بانی یا ان کے علماء نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہم حق پر ہیں اس لئے ہمارے مسلک کی تبلیغ کی جائے۔ یہ تو آپ ﷺ نے امت پر بڑا احسان کیا ہے کہ جس نے شریعت اسلام کے احکامات میں توسع اختیار فرمایا ہے اور اس امت کے لئے اس بات کی اجازت رکھی ہے کہ آپ کے بیان کردہ طریقوں میں جو بھی طریقہ اختیار کر لیا جائے وہ سنت ہے۔

تمذہب کی لغوی تعریف

"تمذھب" لغوی لحاظ سے مصدر ہے جبکہ اس سے "تمذھب" فعل "تمذھب، یتمذھب تمذھباً" ہے۔ (۳)

"تمذھب" "تمفعل" کے وزن پر ہے۔ مشہور نحوی سیبویہ "تمفعل" کے وزن کے بارے میں کہتا ہیں کہ یہ اظہار اور اخذ کے معنی پر آتا ہے۔ (۴)

محیط المحیط میں ہے:

"تمذہب کا معنی ہے کسی مسلک، مذہب کا اتباع کرنا۔"(۵)

البستانی نے یہاں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ تمذہب کا اکثر استعمال ادیان میں ہوتا ہے۔ (۶)

---

(۱) ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز الدمشقی، العقود الدریۃ، دار المعرفۃ، ۲/ ۳۳۳

(۲) احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند الشامیین، حدیث کعب بن عیاض، حدیث نمبر: ۱۷۴۷۲

(۳) ابراہیم انیس، عبد الحلیم منتصر، عطیۃ الصوالحی، محمد خلف اللہ احمد، المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ، مکتبۃ الشروق الدولیۃ، ۲۰۰۴، مادہ: ذہب

(۴) حسن باشا بن علاء الدین الاسود، المفراح فی شرح مراح الارواح فی التصریف، دار عمار للنشر والتوزیع، ۲۰۰۶ء، ص: ۵۷

(۵) بطرس البستانی، محیط المحیط، مکتبۃ لبنان، مادہ: ذھب۔

(۶) ایضاً

تمذھب کی اصطلاحی تعریف

تمذھب کی اصطلاحی تعریف کتبِ فقہ اور اصولِ فقہ میں صراحتاً مذکور نہیں ہے بلکہ مختلف علماءِ کرام کے کسی خاص فقہی مسلک کو اختیار کرنے کے عملی اظہار اور پھر اس فقہی مسلک کے اصولوں کے مطابق تحریر کردہ کتب کی عبارات اور تشریحات سے اس کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ ذیل میں تمذھب کی دو تعریفات بیان کی جاتی ہیں:

پہلی تعریف:

"الالتزام غير المجتهد مذهباً معيناً، يعتقده ارجح او مساوياً لغيره"

غیر مجتہد کا کسی معین مذہب کو اس کے راجح ہونے یا کسی دوسرے مذہب کے مساوی قرار دیتے ہوئے اختیار کرنا۔

یہ تعریف تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ[۱] کی کتاب جمع الجوامع میں "عامی" کے لئے کسی خاص فقہی مسلک کو اختیار کرنے کے وجوب کو بیان کرنے سے اخذ کی گئی ہے[۲] کیونکہ اس کتاب کے شارحین نے شرح کرتے وقت "التمذھب" کا لفظ استعمال کیا ہے۔[۳]

دوسری تعریف:

شیخ محمد خضری بک نے تمذہب کی تعریف میں یہ کہا ہے:

"تلقى الاحكام من امام معين، واعتبار اقواله كانها نصوص من الشارع يلزم المقلد اتباعها"[۴]

کسی معین امام کے احکام پر عمل کرنا اور اس کے اقوال کا اعتبار کرنا گویا کہ شارع کی طرف سے ہے جس کی اتباع کرنا مقلد پر لازم ہے۔

---

(۱) تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی السبکی ہے۔ قاہرہ میں ۷۲۷ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ شافعی فقیہ، ادیب، مؤرخ اور متکلم تھے۔ آپ کو مؤلفات میں طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، طبقات الشافعیۃ الوسطیٰ، طبقات الشافعیۃ الصغریٰ اور شرح منہاج البیضاوی فی اصول الفقہ شامل ہیں۔ دمشق میں ۷۷۱ھ کو ۴۴ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

(۲) سبکی، تاج الدین، جمع الجوامع، ص:۱۲۳

(۳) زرکشی، محمد بن عبد اللہ بن بہادر، تشنیف المسامع بجمع الجوامع، مکتبۃ قرطبۃ للبحث العلمی واحیاء التراث، طبع اول: ۱۹۹۸ء، ۴/۶۱۹

(۴) محمد خضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، ص:۳۲۳، بحوالہ خالد بن مساعد، التمذھب، دار التدمریۃ، ریاض، ۲۰۱۳ء، ۱/۷۹

تعصب و تمذہب میں فرق

تعصب اور تمذہب کے مفاہیم کی وضاحت کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مذہب کو حق ماننا اور اس کے علاوہ مذاہب کو باطل قرار دینا جب کہ تمذہب کا مطلب یہ ہے کہ دلیل کے ساتھ اسی ایک مذہب پر عمل کرنا اور دیگر مذاہب کو بھی حق جاننا۔

تمذہب کا اختیار کرنا

اہل سنت والجماعت نے فروعی مسائل میں تقلید کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں کہا ہے کہ مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کی تقلید کرنے پر امت کا اجماع ہے۔[۱]

مشہور حنفی فقیہ ابن امیر حاج (م۸۷۹ھ) نے تمذہب کو عام شخص کے لیے لازم قرار دیا ہے:

"غیر المجتهد المطلق یلزمه عند الجمهور التقلید وان کان مجتهداً فی بعض مسائل الفقه"

جمہور کے نزدیک غیر مجتہد کے لیے تقلید لازم ہے اگر چہ وہ فقہ کے بعض مسائل میں مجتہد ہو۔

دلیل کے طور پر انہوں نے قرآن کی آیت ﴿فاسئلوا أهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾"[۲] پیش کی ہے کہ یہ اس آیت میں عموم ہے مطلق عامی کے لئے بھی ہے اور جس کو بعض مسائل میں علم حاصل ہو۔ عبد الفتح بن صالح نے ابن الحاج کی تائید میں کہا ہے کہ اس آیت میں عدم علم کی وجہ سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے بس جب بھی کسی کو کسی مسئلہ کے بارے میں خود علم نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی اور سے سوال کرے۔[۳]

امام غزالی نے عامی کی تقلید کے بارے میں کہا ہے:

"العامی یجب علیه الاستفتاء واتباع العلماء"[۴]

غیر عالم کے لیے ضروری ہے کہ وہ علماء کی اتباع کرے اور ان سے مسائل کے بارے میں پوچھا کرے۔

الذخیرۃ للقراضی میں ابن قصار کے حوالے سے امام مالک کا قول نقل کیا ہے:

"یجب علی العوام تقلید المجتهدین فی الاحکام"[۱]

---

(۱) دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، ۱/۱۲۳

(۲) سورۃ الانبیاء:۷

(۳) یافعی، عبد الفتح بن صالح قدیش، التمذہب: دراسة تاصیلیة مقارنة للمسائل المتعلقة للتمذهب، دار النوادر المبین للدراسات والنشر، ۲۰۱۶ء، ص:۱۰۰

(۴) غزالی، محمد بن محمد، المستصفیٰ، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول: ۱۹۹۳ء، ۱/۲۷۲

عوام کے لیے احکام میں مجتہدین کی تقلید ضروری ہے۔

ابن قدامہ نے فروعی مسائل میں تقلید کرنے پر اجماع ذکر کیا ہے:

"اما التقلید فی الفروع: فھو جائزاً اجماعاً فکانت الحجة فیه الاجماع"

رہی بات فروع میں تقلید کی تو وہ بالا جماع جائز ہے اور اجماع اس کی دلیل ہے۔

فقہی مذاہب کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں گزرا کہ کسی ایک نے کسی خاص طریقہ پر عمل کرنے کو حق اور اس کے علاوہ عمل کرنے کو باطل قرار دیا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان مسالک کے علماء اور مجتہدین کے درمیان کسی ایک طریقہ کو راجح کہنے کے لئے دلیل دینے کا سلسلہ قائم رہا ہے۔ یہ کام دین اسلام کی خدمت ہے تمام اپنے زمانے کے نہایت متقی تھے جنہوں نے روز مرہ کے مسائل کی بحث کی اور کتاب و سنت کی روشنی میں امت کے لئے فقہ کے نام سے ایک ایسا ذخیرہ تیار کر دیا جس نے لیے آسانی کے راستے بتادیے۔

حقیقت میں ان مسالک کے کسی ایک امام کی تقلید گویا نبی کریم کی تقلید کرنا ہے کہ امام صرف نبی کریم ﷺ کے طریقوں کو واضح کرنے اور بتانے والے ہیں کوئی بھی ان اماموں کو معصوم نہیں سمجھتا خود امام ابو حنیفہ اپنے شاگردوں سے بہت سے مسائل میں امام صاحب سے اختلاف کیا ہے ہاں البتہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امت کی اکثریت براہ راست قرآن و سنت سے استفادہ نہیں کر سکتی لہٰذا ضروری ہے کہ وہ کسی امام کی تقلید کرے۔

امت مسلمہ کے چار بڑے فقہی مذاہب کا تنقید و تجزیہ کیا چکا ہے، ان پر عمل کرنے میں ہزار سال گزر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ امت کی اکثریت ان چار مسالک سے وابستہ ہے۔ ان فقہی مسالک کی اشاعت و ترویج کے متعلق ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> "یہ محض ایک اتفاق کی بات ہے کہ کسی خاص علاقے کے لوگ کسی خاص اجتہاد کی پیروی کرنے لگے ہیں، یہ تمام فقہی ذخیرہ سب مسلمانوں کا ہے چنانچہ امام مالک اور ان کے اجتہاد کی پیروی کرنے والے فقہاء نے جو فقہی ذخیرہ تیار کیا ہے وہ برصغیر کے مسلمانوں کا بھی فقہی ذخیرہ ہے۔"(۲)

تاہم عمل کے اعتبار سے کسی ایک فقہی مسلک کو اختیار کرنا ضروری ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک وقت تمام مسالک کی تقلید کی جائے یہ بھی جائز نہیں کہ انسانی سہولت کے لئے کبھی کسی ایک مسلک کی پیروی کی جائے اور کبھی کسی دوسرے مسلک کی، ایسا کرنے کو علماء نے نفسانی خواہشات کی پیروی قرار دیا ہے۔ یہ صورتحال تب ہوتی ہے

---

(۱) قرافی، احمد بن ادریس بن عبد الرحمٰن، الذخیرۃ، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع اول: ۱۹۹۴ء، ۱/ ۱۴۰

(۲) غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات فقہ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ص:۴۷۶

جب کوئی شخص کسی مسئلہ میں ایک مسلک کو اختیار کرتا ہے جو زیادہ آسان ہو، اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے مسلک کو، اور اسی طرح تلفیق کرتے ہوئے ائمہ مجتہدین میں کسی امام کے مذہب کا پابند نہ ہو۔[۱]

مذہب / مسلک کو ترک کرنا

مالکی فقیہ شیخ علیش[۲] (م۱۲۹۹ھ) نے ابو العباس القباب (م۷۷۹ھ) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک مذہب کو ترک کر کے کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرنے کی دو صورتیں ہیں:

- پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی اپنے ایک مذہب کو جس پر اب تک قائم تھا مکمل طور پر چھوڑ دے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی کسی خاص مسئلہ میں اپنا مسلک ترک کر کے دوسرے مذہب کے مطابق اس مسئلہ میں عمل کرے۔[۳]

عبد الفتاح یافعی[۴] نے اس شخص کے سارے احوال کا تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ جس نے اپنا مسلک تبدیل کر لیا ہو، ان کے مطابق مسلک تبدیل کرنے والے کے چند ایک احوال ہوتے ہیں:

۱. ایک حالت یہ ہوتی ہے کہ کوئی صرف دنیوی اغراض کے لیے اپنا مسلک ترک کر دیتا ہے مثلاً کسی ملازمت کے حصول کے لیے یا امراء کی قربت حاصل کرنے کے لیے۔ اس قسم کے شخص کی پھر دو حالتیں ہوتی ہیں:

- ایک یہ کہ جاہل ہے اپنے مذہب کے امام کے علاوہ اسے اپنے مذہب کے بارے میں کسی قسم کی معلومات نہیں۔ اس قسم کے شخص کا اپنے مذہب کو تبدیل کرنا تحریم کے حکم میں نہیں آتا۔[۵]
- اس کی دوسری حالت یہ ہوتی ہے کہ اپنا مسلک چھوڑنے والا عالم فقیہ آدمی ہے اور یہ بھی صرف دنیاوی مفاد کے لئے اپنا مذہب ترک کر دیتا ہے تو اس کی اجازت نہیں ہے یہ تحریم کے حکم میں آتا ہے۔[۶]

---

(۱) اسفارینی، محمد بن احمد، التحقیق فی بطلان التلفیق، دار الصمیعی، ریاض، ۱۹۹۸ء، ص:۱۳۵

(۲) شیخ علیش کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد اور لقب علیش ہے۔ ۱۲۱۷ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً ۴۰ کتابیں مختلف علوم و فنون میں تالیف کی ہیں جن میں تدریب المبتدی اور تذکرۃ المنتھی شامل ہیں۔ آپ نے ۱۲۹۹ھ میں وفات پائی۔

(۳) محمد بن احمد بن محمد علیش، فتح العلی المالک فی الفتویٰ علی مذہب الامام مالک، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، ص:۵۹

(۴) عبد الفتاح کا پورا نام عبد الفتاح بن صالح بن محمد قریش الیافعی ہے۔ یمن میں ۱۳۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ قطر کی وزارت او قاف اور یمن کی جمیعۃ الاحسان کے رکن ہیں۔ آپ کی مؤلفات میں التفسیر الاشارۃ: دراسۃ تاصیلۃ اور تکرار العمرۃ: دراسۃ فقھیۃ شامل ہیں۔

(۵) یافعی، التمذھب، ص:۱۸۰

(۶) ایضاً

۲. دوسری حالت میں جب کہ کسی شخص کا اپنا مسلک چھوڑنا دینی غرض کے لیے ہوتا ہے تو اس کی بھی دو حالتیں ہیں۔

- پہلی حالت یہ ہے کہ یہ خود فقیہ ہے اور دلائل کی روشنی میں اپنا پہلا مذہب چھوڑ دیتا ہے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔
- دوسری حالت یہ ہے کہ جس وقت کوئی ایسا شخص اپنا مذہب ترک کر دیتا ہے جو اپنے مذہب کی فقہ سے جاہل ہو اور کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرنے میں یہ فائدہ ہو کہ اس کی فقہ جاننا آسان ہو تو اس صورت میں دوسرا مذہب اختیار کرنا اور اپنا پہلا مذہب ترک کر دینا واجب ہے کیونکہ کسی مذہب میں تفقہ اس سے بہتر ہے کہ وہ جاہل رہے۔ [۱]

۳. تیسری حالت یہ ہوتی ہے کہ مذہب کا ترک کرنا بغیر کسی قصد و ارادہ کے ہو، اس میں نہ دنیاوی اور نہ دینی مفاد شامل ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں عامی کے لیے جائز اور فقیہ کے لئے مکروہ ہے۔ [۲]

کتب تاریخ، تراجم اور طبقات میں کئی ایسے مشہور فقہاء کا تذکرہ ہے جنہوں نے اپنا پہلا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے، مثلاً:

- ابراہیم بن خالد البغدادی الخزاعی پہلے مسلک مالکیہ پر تھے بعد میں شافعی ہو گئے۔
- ابن عبد الحکم پہلے مالکی پھر شافعی اور آخر میں دوبارہ مذہب مالکی کی طرف آ گئے۔
- امام طحاوی پہلے شافعی بعد میں حنفی بن گئے۔ [۳]

ان تمام فقہاء نے تحقیق کے بعد مکمل شرحِ صدر کے ساتھ دوسرا مسلک اختیار کیا تھا لیکن تاریخ میں کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں ملتا کہ انہوں نے اپنے گذشتہ مذہب کو باطل قرار دیا ہو۔ یہی وہ لوگ تھے جو تعصب سے پاک تھے۔

فقہاء نے اپنے مذہب سے جزئی طور پر خروج کے لیے شرائط رکھی ہیں جن میں چند اہم یہ ہیں:

۱۔ خروج محض آسان حکم پر عمل کرنے کے لیے اور خواہش کے تابع نہ ہو۔
۲۔ دوسرے مذہب پر عمل کرنے کے لیے انشراح صدر حاصل ہو۔
۳۔ خروج ایسے مسئلہ کے لیے نہ ہو جس کے بارے میں قاضی نے حکم جاری کیا ہو۔
۴۔ خروج کسی ایسے مسئلہ کے لئے نہ ہو جس کے بارے میں فتویٰ صادر ہوا ہو۔

---

(۱) ایضاً

(۲) ایضاً

(۳) سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، اختلاف المذاھب، دار النصر للطباعۃ الاسلامیۃ، قاہرہ، ص:۵۵،۵۴

۵۔ مذاہب اربعہ کے علاوہ خروج نہ ہو۔[۱]

مسلکی تعصب

عصر حاضر میں مسلمانوں کی کل تعداد تقریباً 1.8 بلین ہے یہ موجودہ دنیا کی آبادی کا چوبیس اعشاریہ ایک فی صد ہے۔[۲] ہر مسلمان شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی مسلکی گروہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ کوئی دیوبندی ہے تو کوئی بریلوی ہے کوئی غیر مقلد ہے، تو کوئی کسی مسلک کی طرف خود کو منسوب کرنا پسند نہیں کرتا۔ جو مسلمان جس مسلک کے ساتھ وابستگی رکھتا ہے تو اسے یہ اطمینان ضرور ہوتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ وابستہ ہے۔ حقیقت میں یہ کوئی برائی نہیں ہے۔ اب اگر یہ شخص سمجھتا ہے کہ جو لوگ دیگر مسالک کے پیروکار ہیں وہ باطل پر ہیں تو اس قسم کے خیالات اور رویوں کو مسلکی تعصب کا نام دیا جاسکتا ہے۔

یعنی اپنے آپ کو حق پر سمجھنا اور دوسرے کو باطل قرار دینا۔ اکثر یہ طرز عمل فرد کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے ہوتا ہے کیوں کہ ان کو دوران تعلیم یہ سکھایا جاتا ہے کہ حق وہ ہے جو ہم پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فلاں قسم کی کتاب یا تعلیم حاصل کی تو گمراہی کا خطرہ ہے۔ اگرچہ وہ کتاب حقیقت میں مبنی بر حق ہو لیکن صرف مسلکی وابستگی کی وجہ سے اسے باطل قرار دیا جاتا ہے۔

مسلکی تعصب کے اسباب

مسلکی تعصب کے اسباب درج ذیل ہو سکتے ہیں:

خواہشات کی پیروی

قرآن و سنت یا شریعت کے مقابلہ میں اپنی بات پر ڈٹ جانا خواہش کی پیروی ہوتی ہے اور یہ تعصب کے اہم اسباب میں سے ہے۔ اس قسم کا بندہ کبھی بھی حق کی تابعداری نہیں کرتا اگرچہ اس کے سامنے ہزارہاں حق کے دلائل رکھے جائیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا﴾[۳]

بھلا بتاؤ جس شخص نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہو، تو (اے پیغمبر) کیا
تم اس کی ذمہ داری لے سکتے ہو؟

دنیاوی اور ذاتی مفادات کا حصول

اگر کسی کی تمام جدوجہد اس بات پر مبنی ہو کہ وہ دنیاوی اور ذاتی فوائد حاصل کرے تو پھر وہ کبھی بھی حق کو حق

---

(۱) عبد الفتاح، التمذھب، ص: ۱۸۲

(۲) en.wikipedia.org, Retrieved on 18-01-2019

(۳) سورۃ الفرقان: ۴۳

اور باطل کو باطل نہیں کہتا اور نہ وہ اپنی غلطی کی پرواہ کرتا ہے اور نہ دوسرے کے حق پر ہونے کو کوئی وقعت دیتا ہے۔

اندھی تقلید

اندھی تقلید کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اگر کسی مسلک یا جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ساتھ یہ بھی پختہ یقین رکھتا ہے کہ جن کے ساتھ میرا تعلق اور لگاؤ ہے وہ کبھی بھی غلطی نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کی رائے اور دلیل غلط ہو سکتی ہے۔ اس بندے میں ضرور دوسرے مسلک کے پیروکاروں کے لیے تعصب پیدا ہو گا۔ کیوں کہ اس کو یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ جس کی وہ پیروی کرتا ہے وہ ہمیشہ حق پر قائم ہوتا ہے اور اس سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ یہ ناممکن ہے کیوں کہ عصمت کامل انبیاء کا خاصہ ہے جیسا کہ امام مالک کا قول ہے:

"كل أحد يؤخذ منه ويرد عليه"[1]

ہر ایک مواخذہ کیا جائے گا اور جواب طلب کیا جائے گا۔

کم فہمی کے سبب دوسرے کی بات کو اہمیت نہ دینا

جب کسی کو مسئلہ کی حقیقت معلوم نہ ہو تو وہ اس جہالت کی وجہ سے دوسروں کی بات کو اہمیت نہیں دیتا تب یہ جا کے تعصب پر ختم ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ حقیقت کو جاننے کے بجائے سنی سنائی باتوں پر مخاطب سے بحث کرتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں تعصب

ہمارے ہاں بھی تعصب کا یہی مفہوم پایا جاتا ہے چنانچہ اس سے مراد منفی، ناپسندیدہ اور انتہائی سخت رویہ لیا جاتا ہے نتیجتاً انسان کسی دلیل کے بغیر کسی بھی مسئلے کا دفاع اور پیروی کرتا ہے۔ جب کوئی کسی کی بے جا رعایت اور حمایت کرتا ہے تو یہی ان کا ایک غیر متوازن رویہ اور اخلاق ہوتا ہے۔ جس کے باعث اسے متعصب کہا جاتا ہے۔

ذیل میں پاکستانی معاشرہ میں تعصب کے حوالے سے پائے جانے والے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے تعصب کے بارے میں ہمارے رویوں اور رجحانات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

کیا مسلکی اشاعت درست ہے؟

پہلا بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان میں مسلک کی ترویج و اشاعت کرنا درست ہے۔ اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مقالہ ہذا میں مسالک سے مراد مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد ہمارے معاشرے میں موجود مسالک دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مراد ہیں۔

اس سوال کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ مسالک کی ترویج و اشاعت درست نہیں ہے کیوں کہ پاکستان کے مسلمانوں نے اپنے دین پر عمل کرنے کے لئے ایک مسلک اور راستہ کا انتخاب کر لیا ہے اور ان کا معمول بہ طریقہ

---

(۱) آلوسی، عماد الدین، جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین، مطبعۃ المدنی، ۱۹۸۱ء، ۱/ ۱۶۰

ٹھیک بھی ہے تو اس اب اس بات کی ضرورت بالکل نہیں رہتی کہ کوئی شخص ان کے درمیان اپنے مسلک کی اشاعت شروع کردے۔

جب ایک علاقہ کے لوگ ابتداء ہی سے ایک مسلک پر عمل پیرا ہیں تو ان کے درمیان کسی دوسرے مسلک کی اچانک اشاعت شروع ہو جائے تو ان لوگوں میں لازماً اختلاف پیدا ہو گا اور ان کی وحدت تقسیم ہو جائے گی جس کا نتیجہ امتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ ہمارے ہاں یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب کسی خاص مسلک کے حامل فرد کو مسلک کی اشاعت کی خاطر بلاضرورت مسجد کا پیش امام یا خطیب بنایا جاتا ہے۔

کیا دوسرے مسلک سے وابستہ فرد کو بطورِ امام متعین کرنے کی مخالفت تعصب ہے؟

یہیں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی ایسے علاقہ کی مسجد میں، جہاں کے لوگ ایک خاص مسلک کے وابستگی رکھتے ہوں، کسی دوسرے مسلک کے ساتھ وابستگی رکھنے والے فرد کو امام یا خطیب بنانا درست ہو گا؟ نیز اگر ایسے شخص کے بطورِ امام یا خطیب تعیّن کی مخالفت کی جائے تو کیا یہ مخالفت تعصب ہو گی یا نہیں؟

مذکورہ سوالات میں سے دوسرے سوال کا جواب پہلے سوال کے جواب کے تعین میں مددگار ثابت ہو گا، اس لئے دوسرے سوال پر بحث کی جاتی ہے۔ واضح رہے یہ کوئی باقاعدہ فتویٰ نہیں، محض اصول و قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئی اپنی رائے کا اظہار ہے، جس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے اور مزید بحث کی جا سکتی ہے۔

کسی "**دوسرے مسلک سے وابستہ فرد کی بطورِ امام تعیناتی کو روکنے کو تعصب قرار دینے**" کے بارے میں دو آراء ہو سکتی ہیں:

- تعیناتی کی موافقت کی جائے اور اسے عدمِ تعصب قرار دیا جائے۔
- تعیناتی کی مخالفت کی جائے اور اس مخالفت کو تعصب قرار دیا جائے۔

تعیناتی کی موافقت بالاتفاق تعصب قرار نہیں دی جا سکتی البتہ مخالفت کے بارے میں دو آراء ہیں:

۱۔ پہلی رائے یہ ہے کہ یہ تعصب کا عملی اظہار ہے کیوں کہ مذکورہ شخص جب ایک ایسے مسلک سے تعلق رکھتا ہے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ ہے تو اسے بھی نماز پڑھانے کی اجازت ہونی چاہیئے، نماز پڑھانے کی اجازت نہ دینا اور بطور امام تعیّن کی مخالفت کرنا بجا طور پر مسلکی تعصب کے ضمن میں آتا ہے۔

۲۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ مخالفت تعصب پر مبنی نہیں ہے بلکہ مبنی بر مصلحت ہے کیوں کہ دوسرے مسلک سے وابستہ فرد کا بطورِ امام تقرّر اختلاف کا باعث بن سکتا ہے لہٰذا اختلاف سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے مسلک سے وابستہ فرد کو امام نہ بنایا جائے ورنہ اس علاقہ میں انتشار و افتراق کی فضا پیدا ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا دونوں آراء میں سے دوسری رائے زیادہ صائب نظر آتی ہے کیوں کہ دوسرے مسلک سے وابستہ فرد کی بطورِ امام تعیناتی کی مخالفت تعصب نہیں ہے کیوں کہ عوامی حلقوں میں لوگ عموماً اپنے امام ہی کے مسلک کو

درست سمجھتے ہیں اور جب ان کے کانوں میں کوئی ایسی بات پڑ جاتی ہے جو ان کے معمول بہ امور سے ہٹ کر ہو تو وہ اس کی انتہائی شد و مد سے مخالفت کرتے ہیں اور اہلِ علاقہ واضح طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں اس صورتحال کا مشاہدہ بارہا کیا جاچکا ہے اور اس کے نقصانات بھی عیاں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی مدِ نظر رہنی چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ نے اختلاف کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی ہے اس لئے ایسے معاملات میں پڑنے سے اجتناب ہی بہتر ہے جو اختلاف کا باعث بن سکتے ہیں۔

کیا دینی مدارس میں دوسرے مسلک کے افراد کے داخلوں پر پابندی تعصب ہے؟

یہاں سے ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان میں موجود مختلف مکاتبِ فکر کے بورڈز سے الحاق شدہ دینی مدارس میں دوسرے مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کو داخلہ نہ دیا جانا تعصب کے ضمن میں آئے گا یا نہیں؟

اس بارے میں بھی مثبت اور منفی دونوں آراء پائی جاتی ہیں اور ہر فریق اس کے اثبات اور نفی میں دلائل دیتے ہیں لیکن مقالہ نگار کی ادنی رائے کے مطابق کہ یہ صورت تعصب میں داخل ہو گی کیوں کہ ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی بھی ادارے میں تعلیم حاصل کرے۔ اگر تعلیمی اداروں میں مسلک کی بنیاد پر داخلہ دیا جانے لگے تو اس سے مسلکی تعصب اور منافرت کو مزید ہوا ملتی ہے کیوں کہ جب تک کوئی شخص دوسرے مسلک سے وابستہ افراد سے گھل مل کر ان کے عقائد و نظریات کے بارے میں جانے گا ہی نہیں، تو "میرا مسلک ہی حق پر ہے" کی سوچ اس کے دماغ سے ہمہ وقت پیوست رہے گی جو ادارے سے باہر نکلنے کے بعد مذہبی اور مسلکی تعصب کی شدت کو بڑھاوا دینے کا باعث بنتی ہے۔ نیز غیر مسلک کا طالب علم خود چل کر آپ کے مسلک سے وابستہ ادارے میں آرہا ہے تو اس کی تو حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ آپ (بزعمِ خود) اپنے صحیح مسلک کو اس اس کے سامنے رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ مدارسِ دینیہ علوم کے مراکز ہیں، یہاں کا علمی ماحول معاشرے کے عمومی حالات سے مختلف ہوتا ہے۔ اہلِ مدارس یہ بات جانتے ہیں کہ دیگر مسالک بھی برحق ہیں اور اس حقیقت کو تسلیم بھی کرتے ہیں، پھر داخلہ نہ دینا تعصب ہی شمار ہو گا۔

علمی ادارہ میں داخلہ، امام مسجد کی تعیین جیسے انتظامی امر سے اس لیے بھی جدا ہے کہ مسجد میں عوام الناس کا معاملہ اور واسطہ ہوتا ہے، جب کہ یہاں معاملہ علمی حلقوں اور علمی اداروں کا ہے۔ علمی ادارےیں اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ اختلاف کے آداب وحدود کو سمجھ سکیں اور اختلافی مسائل پر بحث کے قواعد وضوابط کا ادراک رکھ سکیں، اس صورتِ حال میں پھر بھی دوسرے مسلک والے کو داخلہ نہ دینا، محض انتظامی امر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اسی طرح پاکستانی معاشرے میں مختلف اداروں میں ملازمت کے حصول کے دوران بھی اکثر و بیشتر مسلکی تعصب آڑے آتا ہے۔ اگر دوسرے مسلک سے وابستہ فرد کو نوکری مل بھی جائے تو اس کے ساتھ سوتیلوں کا سا

سلوک کیا جاتا ہے۔ پاکستانی جامعات اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں طلبہ، اساتذہ اور عام ملازمین کے ساتھ مسلکی بنیادوں پر امتیازی سلوک کرنے کے واقعات اکثر اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔

درج بالا تمام احوال کو مدِ نظر رکھا جائے تو کسی ایک مسلک کو ترجیح دینا تعصب ہی ہے کیوں کہ نہ تو اسلام اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی پاکستان کا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی شخص کو صرف مسلکی بنیاد پر اہل یا نااہل قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جائے۔

خلاصہ بحث

اہلِ لغت اور اہلِ علم دونوں کی تعریفات کی روشنی میں تعصب کے مفہوم میں شدت اور انتہائی سختی کا معنی پایا جاتا ہے چنانچہ تعصبِ مذہبی کا مطلب بھی یہی ہے کہ کوئی فرد اتنا متشدد اور سخت واقع ہوا ہو کہ وہ ہمیشہ اپنے موقف کو حق اور دوسرے کی رائے کو بلا دلیل غلط قرار دے رہا ہو۔ محمد الغزالی اور ڈاکٹر عبد اللہ بن سلیمان المشوخی کے نزدیک تعصب مذموم اور ممدوح دو طرح کا ہو سکتا ہے۔ کسی شخص کا مذاہبِ اربعہ میں سے کسی ایک پر عمل پیرا ہونا تمذہب اور تصلّب کہلاتا ہے۔

فقہاء نے اپنے مسلک کو ترک کر کے دوسرے مسلک کو اختیار کرنا چند شرائط اور حالات میں جائز قرار دیا ہے۔

اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے کو بلا دلیل باطل قرار دینا مسلکی تعصب ہوتا ہے۔ خواہشات کی پیروی، لا علمی، مفادات کا حصول اور اندھی تقلید مسلکی تعصب کی وجوہات ہیں۔

پاکستان میں مسلکی تعصب کے پروان چڑھانے میں غیر ضروری طور پر اپنے مسلک کی اشاعت اور ترویج مددگار ثابت ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں اگر کوئی غیر مسالک کی مساجد میں خطیب یا امام مقرر ہونا چاہتا ہے تو اسے سختی سے منع کرنا چاہیئے کیوں کہ یہ مسلکی تعصب کے زمرے میں نہیں آتا جبکہ دینی مدارس میں غیر مسلک کے طلباء کو داخلہ نہ دینا مسلکی تعصب ہوتا ہے۔

اسی طرح جدید عصری اداروں اور جامعات میں بھی طلباء، اساتذہ اور عام ملازمین کے ساتھ مسلکی تعصب کی وجہ سے امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تعصب کی اقسام (مذموم و ممدوح) کو ختم کر کے تعصب، تمذہب اور تصلّب کی اصطلاح کا استعمال کیا جائے تاکہ ہر کوئی تعصبِ ممدوح کی آڑ میں غیر مسالک کے پیروکاروں کے ساتھ مسلکی تعصب سے باز آجائے۔